سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک

مولانا غلام دستگیر ہاشمی قصوری

متوفی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء

دارالاسلام لاہور

4

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ

للّٰہ الحمد کہ تالیف منیف
جامع کمالات مجمع صفات زبدۃ المحققین قدوۃ العارفین
جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری عم فیضہ

جوابِ اشتہارِ کفریتِ درود

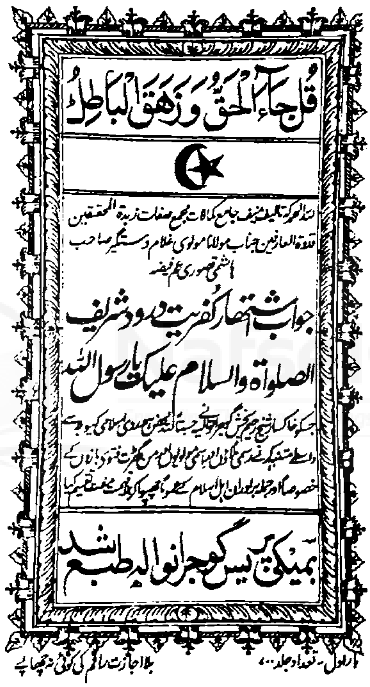
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

از

مفتی غلام دستگیر قصوری

جس کو خاکسار شیخ رحیم بخش گوجرانوالہ نے یہ حسبتاً للّٰہ محض ہمدردی اسلامی کی وجہ سے واسطے متنبہ کرنے رسمی ملاؤں اور اسمی مولویوں اور من گھڑت فتوی بازوں کے خصوصاً اور جملہ برادران اہل اسلام کے عموماً چھپوا کر بلا قیمت مفت تقسیم کیا۔

بمبئی پریس گوجرانوالہ طبع شد


قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

رسالہ مبارکہ تالیف شریف جامع کمالات مجمع صفات زبدۃ المحققین
قدوۃ العارفین جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
ہاشمی قصوری عم فیضہ

جواب اشتہار کفریت درود شریف
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جسکو خاکسار شیخ رحیم بخش [illegible] نے حسب [illegible] اسلامی کی بہبودی کے
واسطے [illegible]
[illegible] اہل اسلام کے [illegible] چھپوا کر [illegible] مفت تقسیم کیا

بمبئی پریس گوجرانوالہ طبع شد

بار اول۔ تعداد جلد ... بلا اجازت راقم کے کوئی نہ چھاپے

(بمبئی پریس گوجرانوالہ سے طبع شدہ نسخے کا سرورق)

باسمہٖ سبحانہٗ

برادرانِ دِین و اِسلام پر مخفی نہ رہے کہ چند ماہ سے جو ایک اِشتہار مولوی احمد علی برادرزادہ مولوی غلامِ رسول صاحب قلعہ والا (ا) اور مولوی عبدالعزیز خلف مولوی صاحب مرحوم قلعہ والا کی طرف سے بدیں مضمون شائع ہوا کہ درودِ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بہ لحاظ معانی ظاہر کے پڑھنا کفر ہے، اور بدوں لحاظِ معانی الفاظ ظاہر کے پڑھنا بدعت سیئہ ہے۔

اِس کو دیکھ کر اکثر مسلمانوں کو سخت رنج ہوا کہ یہ درود مسلمانوں میں پڑھنا مدت ہا سے چلا آتا ہے، کبھی کسی عالم دین دار نے اس کو منع نہیں کیا اور خصوص مولوی صاحب مرحوم قلعہ والوں کی مسجد میں پڑھا جاتا تھا، انھوں نے بھی کبھی منع نہیں فرمایا تھا۔ یہ کیسا نیا فتویٰ جاری ہوا جس نے ہزار ہا مسلمانوں کو کافر و بدعتی بنا دیا۔

اِس پر راقم کے خیال میں آیا کہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کو جو خاندانی عالم اور ہمارے زمانہ میں ایک مشہور، معروف دین دار فاضل ہیں اور ان کی تحقیقات کی حرمین شریفین سے بھی تصدیق ہوتی رہتی ہے اور مفتیانِ حرمین شریفین ان کو بہت ادب و تعظیم سے یاد فرماتے ہیں جیسا کہ رسالہ ردّ مرزا قادیانی سے پایا جاتا ہے، گوجراں والا میں اِس دِینی کام کی تحقیق کے واسطے تکلیف دینا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ راقم نے بہ ہمراہی شیخ فضل اِلٰہی و شیخ عبداللہ کے حضرت مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں مکرر لکھا جس پر مولانا صاحب ۵/ ماہ جمادی اخریٰ ۱۳۱۳ھ کو وارد گوجراں والا کے ہوئے، ان کی خدمت میں وہ اِشتہار مطبوعہ فخر الدین پریس، لاہور پیش کیا۔ اس کو دیکھ کر مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس میں قرآنِ مجید کی آیتوں میں تحریفِ معنوی کر کے فتوی کفر و بدعت کا دیا ہے، فقیر نے اٹھائیس سال سے اس کا رد رسالہ تحفہ دستگیریہ میں لکھا ہوا ہے۔ اگر اِشتہار دینے والے مولوی صاحب فقیر کے رو بہ رو ہوں تو آپ لوگوں کو یقین کرا دیا جائے کہ ان کی غلط فہمی یا تعصب ہے۔

اِس لیے راقم نے ایک رقعہ بہ خدمت مولوی احمد علی صاحب موضع کوٹ بھوانی داس میں اور دوسرا رقعہ بہ خدمت مولوی عبدالقادر و مولوی عبدالعزیز صاحبان کے موضع قلعہ میہاں سنگھ میں ہم

دست آدمی اجورہ دار کے بدیں مضمون بھیجا کہ اِتفاقِ حسنہ سے مولانا صاحب قصوروالے اِس جگہ تشریف رکھتے ہیں، اگر آپ تینوں صاحب یہاں تشریف لے آئیں تو آپ کے اِشتہار کی نسبت تحقیق ہو جائے، چوں کہ ہم لوگوں کو آپ کا ادب اور تعظیم بہ سبب قرابت حضرت مولوی صاحب مرحوم کی ہے اور ہم کو ان پر بہت سا اِعتقاد ہے اور ان کے اِس شعر ؎

مرا دل چور کیتا درد تے غم

ترَحَّم یا نبِی اللّٰہ ترَحَّم

سے ہم کو یقین ہے کہ وہ اس لفظ کو درست اور روا جانتے تھے۔سو اگر آپ کی تحقیق حق نکلے تو ہم لوگ بھی تسلیم کر لیں گے۔

دوسرے دِن ہم دست اجورہ دار کے مولوی عبد العزیز وعبد القادر صاحبان کی طرف سے جواب آیا کہ ہم جاہل اور اَن پڑھ نہیں، ہم کو کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے خوب تحقیق ہے، ہم ان کی تحقیق کے محتاج نہیں، ہم مرغوں کی طرح نہیں کہ جہاں کوئی بلائے، لوگوں کو جنگ دکھائیں۔ اگر مولوی صاحب کو تحقیق کرنا اِس مسئلہ میں منظور ہے تو یہاں تشریف لے آئیں۔کیا پانچ کوس تک آنا ان کے واسطے مشکل ہے؟ مباحثہ سے کیا حاصل ہے!۔ ہر ایک مولوی اپنی کی ہوئی بات کی حمایت کرتا ہے خواہ اس میں جھوٹا ہو۔اور ہمارے والد مرحوم نے صبا سے ندا کی ہے جو اِبتدا میں فرماتے ہیں ؎

صبا روضے رسول اللہ دے جائیں

میرا پیغام رو رو کے سنائیں -الخ

اور مولوی احمد علی کا جواب یہ آیا کہ صاحب من! آپ کے خط کا جواب مولوی صاحب عبد العزیز نے مناسب دے دیا ہے، میری طرف سے وہی کافی ہے۔راقم احمد علی از کوٹ بھوانی داس۔ ۲۵ر نومبر۔

اِس جواب سے ہم لوگوں کی تسلی ہوگئی تھی جو خوب تہذیب سے دیا اور اپنے والد کو ہوا سے باتیں کرنے والا بنایا ہے، مگر مولانا صاحب قصوری نے بہت ہی تاکید سے فرمایا کہ فقیر ضرور ان کی خدمت میں جائے گا تا کہ اہل اِسلام کے دل سے خلل بالکل رفع ہو جائے۔

اِس پر راقم نے شیخ محمد الدین صاحب سے مشورہ کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کے ساتھ ہم لوگوں کا جانا بہت ضروری ہے۔ چناں چہ یہ مشورہ ہو کر بہ صلاح ان کی راقم نے دوسرا رقعہ مولوی عبد العزیز وعبد القادر صاحبان کو لکھا کہ کل بہ روز چار شنبہ ہم لوگ مولانا صاحب کے ہم راہ موضع بھوانی داس کے کوٹ میں مولوی احمد علی صاحب کے پاس جائیں گے کہ اس اشتہار میں اوّل ان کا نام اور آگے مباحثہ بھی اس جگہ ہوا ہے، آپ دونوں صاحب بھی بہ راہِ مہربانی وہاں آجائیں تاکہ آپ کے اِشتہار کی صحت ہو جائے۔فقط۔

پھر بہ روز چار شنبہ ہم چھ شخص شیخ محمد دین، شیخ حسن محمد، شیخ فضل الٰہی، میاں جیون عطار، راقم شیخ رحیم بخش سکناے گوجراں والا، مولوی غلام حسین صاحب ساکن موضع گوندلاں والا تحصیل گوجراں والا حضرت مولانا صاحب کے ہم راہ دو یکہ میں سوار ہو کر کوٹ بھوانی داس کو روانہ ہوئے، جب موضع مذکور میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ مولوی احمد علی صاحب رقعہ کا جواب لکھتے ہی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور پتہ بھی نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔مولوی غلام قادر مدرس نے جو اس مباحثہ میں فریق ثانی تھا، سب کو اپنے مکان پر اُتارا اور بہت خاطر سے پیش آیا۔اس نے بیان کیا کہ میں نے تو اوّل ہی لکھ دیا تھا کہ احمد علی ہر گز مقابلہ نہ کر سکے گا، مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مولانا صاحب کا ہمارے گاؤں میں آنا ہماری عزت وفخر ہے۔

بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔تب مولانا صاحب نے قرآنِ مجید سورۂ حم احقاف سے دِکھلایا کہ آیت: **وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ** الآیۃ کے مابعد آیت: **وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ**(۱) سے صاف ثابت ہے کہ دعا سے عبادت مراد ہے۔ اِشتہار میں دھوکا دہی سے پکارنا مراد رکھ کر یا رسول اللہ کے لفظ کو کفر و بدعت لکھا ہے اور نیز انواعِ محمدی سے سب کو دکھلایا کہ اِن لوگوں کے بڑے معتبر مفسر نے جس کی تفسیر محمدی سے اِشتہار میں ہندی اشعار سنداً لکھے ہیں، ان کے نزدیک کتے، خنزیر وغیرہ کے گوبر بول پاک ہیں۔

---

(۱) سورۂ احقاف:۴۶/۵-۶۔

بعد اس کے مدرس مشارٌ الیہ نے ذکر کیا کہ احمد علی نے محض مجھ سے حسد اور عداوت کی وجہ سے اِس درود کو کفر و بدعت لکھا ہے۔

آخر مولانا صاحب ظہر کی نماز کے بعد وہاں سے قلعہ میہاں سنگھ کو تیار ہوئے کہ مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان بھی جو باوصف اطلاع کے یہاں نہیں آئے ہم اب ان کے گاؤں میں چلتے ہیں۔ مدرس صاحب مذکور اور کئی دوسرے سکناے گاؤں نے اِلتجا کی کہ آپ ایک رات یہاں رہیں۔ ہم سب نے جواب دیا کہ اگر مولوی احمد علی یہاں ہوتے یا مولوی صاحبان قلعہ والے ہی یہاں آئے ہوتے تو ہمارا رہنا مناسب تھا، ہم سب لوگ جو اپنے نہایت ضروری کاربار چھوڑ کر آئے ہیں، بلا مطلب کیا رہیں، اب رات قلعہ میں رہیں گے۔

تب یکہ والوں کو علاوہ تین روپیہ چار آنہ کرایہ سابقہ کے ڈیڑھ روپیہ اور دینا کر کے قلعہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ بالکل خراب تھا، بعد مغرب کے موضع مان میں پہنچے جہاں سے قلعہ ایک میل کا فاصلہ تھا۔ شیخ محمد دین صاحب نے کہا کہ اِس جگہ کے باشندے شیخ شاہ محمد وغیرہ کے ہاتھ جو قلعہ میں مولوی صاحبوں کو خط بھیجا تھا ان سے دریافت کرلیں کہ مولوی صاحبوں کو وہ خط پہنچایا اور وہ کیوں نہ آئے۔ یکوں کو راستہ پر کھڑا کر کے تینوں شیخ صاحب شیخ غلام محمد وغیرہ کے گھر میں گئے۔ بعد کچھ دیر کے راستہ پر آکر حضرت مولانا صاحب کو سنایا کہ یہ دونوں صاحب رقعہ ہمارا مولوی عبد العزیز و عبد القادر صاحبان کے پاس لے گئے تھے، انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے گاؤں میں نہ آئیں!۔ اگر آئیں گے تو خون تک نوبت پہنچ جائے گی اور نہ ہم کورٹ جاتے ہیں۔ اگر موضع مان میں رہیں اور تحریری مباحثہ کریں تو منظور ہے۔

اِس جواب کے سننے سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اب یہاں اُترنا مناسب ہے اور ایک رقعہ ان کی خدمت میں لکھنا چاہیے۔ تب شیخ محمد دین اور حسن محمد نے دونوں صاحبوں کو رقعہ لکھا کہ حسب تحریر آپ کی ہم مولانا صاحب کو ہم راہ لے کر کوٹ میں گئے تھے، بہ سبب موجود نہ ہونے مولوی احمد علی کے اب آپ کی طرف آتے تھے، راستہ کے پیغام سے ہم موضع مان میں ٹھہر گئے ہیں، اگر آپ اِس جگہ تشریف لے آئیں تو کمالِ عنایت ہوگی، ورنہ اِرشاد ہو تو ہم حاضر ہو جائیں۔

یہ رقعہ دو آدمیوں کے ہاتھ قلعہ میں بھیجا۔ عشا کے بعد جواب آیا کہ ہم ہرگز موضع مان میں نہیں

آتے اور اگر بہ موجب عادت قدیمی کے مولوی صاحب نے واویلا کر کے اِلزام دینا ہوتو وہ اس جگہ بھی نہ آئیں اور زبانی دریافت ہوا کہ راقم پر مولوی صاحبان بہت ناراض ہیں بہ سبب تحریر رقعوں کے کہ اس نے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور ہم کو سخت سست کہتا ہے۔اس پر راقم کا خیال بھی تھا کہ قلعہ میں نہ جائیں،تب مولانا صاحب نے فرمایا کہ فساد اور دنگا دونوں طرف کے غصہ سے ہوتا ہے،فقیر کو تو وہ اگر دشنام بھی دیں گے یا کچھ زیادتی کریں گے تو میں ہر طرح سے تحمل کروں گا۔اب اِس قدر نزدیک آکر ان کے پاس نہ جانا،افسوس رہے گا،ان کے پاس چلنا ہی مناسب ہے۔

تب شیخ محمد دین اور حسن محمد صاحبان نے جو مولوی صاحبان قلعہ والا کے قدیم سے معتقد اور معقول خدمت کرنے والے تھے اس بات کو پسند کر کے بہ توکل اِلٰہی قلعہ کو روانہ ہوئے اور مولوی صاحب کی مسجد میں جا اُترے۔بعد دیر کے دونوں مولوی صاحبان مسجد میں آئے۔بعد ملاقات کے شیخ محمد دین اور حسن محمد اور فضل الٰہی کو علاحدہ حجرہ میں بہ نام حقہ نوشی کے لے گئے،وہاں بیٹھ کر مولوی عبدالقادر نے ذکر کیا کہ اِس اشتہار پر ہمارے چچازاد برادر مولوی احمد علی نے ہمارا نام درج کر لیا ہے،اب ہم کو وہ بات نباہنی پڑ گئی ہے،ہم اِس مباحثہ وغیرہ کے بانی نہیں ہیں۔

اس کے جواب میں شیخ محمد دین نے کہا کہ اگر اس فتویٰ کفر وغیرہ سے آپ کی بریت ہے تو ہمارا عین مقصود ہے اور اگر آیت وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْ کا کچھ ثبوت دینا ہو تو مولانا صاحب آپ کے پاس آ گئے ہیں۔

اِس پر جواب دیا کہ مولوی صاحب تہذیب اور نیک نیتی سے مناظرہ کریں۔

تب شیخ محمد دین نے مولانا صاحب سے یہ ذکر کیا اور دونوں مولوی صاحبان بھی مولانا صاحب کے پاس مسجد میں آ گئے،تب مولانا صاحب نے دونوں سے مخاطب ہو کر ذکر کیا کہ فقیر کی آپ سے تو سابقہ ملاقات بھی نہیں،میری عادت واویلا کرنے یا اِلزام دینے کی آپ نے کب سے معلوم کی تھی جس پر ایسی رُوکھی باتیں لکھ رہے ہیں کہ مرغوں کا جنگ نہیں دکھاتے اور خون تک نوبت پہنچ جائے گی۔

تب مولوی عبدالقادر نے جواب دیا کہ مباحثہ سیال کوٹ و لاہور کا حال ہم نے سنا تھا۔

مولانا صاحب نے جواب دیا کہ فقیر تو ان دونوں میں شامل نہیں تھا۔

پھر کہا کہ مباحثہ فرید کوٹ میں نور احمد کا مقابلہ کس نے کیا تھا؟۔

تو مولانا صاحب نے جواب دیا کہ مباحثہ فرید کوٹ میں بھی فقیر شامل نہ تھا، بعد مباحثہ کے فقیر نے جب کتاب مباحثہ تالیف کر کے چھپوائی تھی تو اس پر میاں نور احمد نے غلطیات نکال کر ریاست میں مناظرہ کیا تھا، علاوہ غلطیات کے سرغنہ ہونے مقدمہ گاؤ کشی مقام کھیم کرن کا اِلزام فقیر پر لگایا تھا جن میں ایک والی ریاست اہل ہنود کے یہاں سخت اِتہام دے کر ناحق دشمنی کرانے میں کوشش کی تھی ۔تو جب فقیر کی غلطیات سے حسب فیصلہ اس کے منصفوں کے بریت ہوگئی تو مقدمہ الزام گاؤ کشی میں بھی نام بردہ جھوٹا ہوا تو ریاست سے وہ قید اور جرمانہ کا سزایاب ہوا تھا۔اب غور کرو کہ اپنی جان اور عزت کے بچانے کے واسطے جو کام کیا جائے تو اس میں کیا اِلزام ہے؟۔

بعد اس کے ایک شخص نابینا جو مولوی صاحبوں کا قرابتی تھا، وہ ایک رسالہ بغل میں لے کر مولانا صاحب کے پاس آ بیٹھا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے الفیہ نحو کا سبق پڑھتا ہوں، مجھے پڑھائیں!۔

تو مولانا صاحب نے تبسم کر کے جواب دیا کہ فقیر تو آپ کے پاس آیتِ قرآن کے معنی کی تحقیق کے واسطے آیا ہے، سبق پڑھانے نہیں آیا ہے۔

اس پر دونوں مولوی صاحبوں نے کہا کہ یہ حافظ ہمارا قرابتی ہے، ہم سے پڑھتا ہے، آج آپ اِس کو سبق پڑھائیں اور دوسرے لوگ بھی ان کے گاؤں کے جو بہت سے جمع تھے وہ بھی بولے کہ کیا مضائقہ ہے؟۔

تب مولانا صاحب نے پھر مکرر کہا کہ یہ کیا دستور ہے، جس بات کے واسطے ہم لوگ آئے یہ اس سے علاوہ دوسری بات کیوں شروع کرتے ہو!۔آپ کی غرض یہ ہے کہ یہ طالبِ علم اور ہم دونوں مولوی کہہ دیں گے کہ غلط تقریر کرتے ہیں، ان کو علم نہیں، کیا بحث کے واسطے آئے ہیں اور یہ دیہاتی لوگ کیا جانتے ہیں، اگر ایسا منظور ہے تو کسی عالم کو منصف بٹھا کر پڑھنا پڑھانا بھی دیکھ لینا۔

پھر مولوی صاحبان اس پر اِصرار کیے گئے۔تب شیخ محمد دین نے کہا کہ یہ کیا تہذیب ہے جو آپ اس پر اصرار کر رہے ہیں؟۔مولانا صاحب کے مکان پر بھی کئی طالب علم پڑھتے ہوں گے، یہ موقع اب امتحان کا کیا ہے؟۔

آخر مولوی صاحبان نے پھر دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور مولوی عبد العزیز نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اِس درود کا ثبوت دیں، میں لکھتا ہوں۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ فقیر نے اٹھائیس برس سے رسالہ تحفہ دستگیر یہ اس کے ثبوت میں شائع کیا ہوا ہے، اس میں سب کچھ درج ہے۔اب کیا ثبوت لکھانا ہے؟ ہم تو آپ کی خدمت میں آیت کے معنی کی تحقیق کے واسطے آئے ہیں، اب آپ بہ راہِ مہربانی ایک دو معتبر تفسیروں سے اس کی صحت کرادو!۔

تب مولوی صاحبان اِس پر متوجہ نہ ہوئے اور یہی کہتے گئے کہ اِس کا ثبوت دو!۔مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے رقعہ میں دیکھو ہم کو کس بات کے واسطے آپ نے طلب کیا ہے۔ جب مکرر کہنے سے مولوی صاحبوں نے کسی تفسیر سے اپنے معنی بیان کیے ہوئے کا ثبوت نہ دیا، تب مولانا صاحب نے مکرر کہا کہ افسوس ہے آپ آیتوں کے معنی غلط تحریر کر کے فتوی دیتے ہیں اور جب کوئی پوچھے تو دفع الوقتی کرتے ہیں۔کمالِ افسوس ہے کہ اس تحقیق کے واسطے اپنے گھر میں بلانا اور پھر کچھ ثبوت نہ دینا۔

اِتنے میں ایک شخص ان کے گاؤں کا جس نے ریش منڈائی اور موچھیں بڑھائی ہوئی تھیں، وہ شیخ حسن محمد سے سخت تکرار کر کے دنگا پر مستعد ہوا، تب مولانا صاحب نے شیخ محمد دین سے کہا کہ اب آپ نے ان کی تہذیب دیکھ لی ہے، اب اِس جگہ بیٹھنے سے کیا حاصل ہے۔تب شیخ فضل الٰہی نے ان سے کہا کہ آپ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجو، ہم مولوی صاحب مرحوم کی قبر پر فاتحہ کہہ کر جائیں گے۔ مولانا صاحب نے بھی فرمایا: بہتر ہے۔

تب مولوی عبد القادر صاحب نے کہا کہ ہم نے روٹی کی تیاری کرائی ہے، سوائے کھانا کھانے کے جانے نہ دیں گے۔مولانا صاحب نے جواب دیا کہ آپ نے خوب کھانا کھلایا، ہم سیر ہو گئے۔ پھر ہم سب کے سب مولوی صاحب کی قبر پر جو کچھ فاصلہ پر گاؤں سے دُور تھی، فاتحہ کہہ کر راستہ گوجراں والا کو سیدھے ہوئے اور ہم کو دیکھ کر یکے والے بھی یکے سڑک پر لے آئے۔

تب دونوں مولوی صاحب اور بہت آدمی ان کے گاؤں کے یکوں پر آکر بہت سی منت اور سماجت سے کہنے لگے کہ اگر آپ نے کھانا نہ کھایا تو ہماری سخت اِہانت اور سبکی ہو گی، خدا کے واسطے

کھانا کھائے بغیر نہ جاؤ، بلکہ دو آدمی سفید ریش نے مولانا صاحب کو ہاتھ باندھ کے اِلتجا کی اور کہا کہ خدا کے واسطے کھانا کھا کر جاؤ اور دونوں مولوی صاحبوں نے شیخ محمد دین اور شیخ حسن محمد کو گھیر لیا کہ ہماری عزت کی طرف خیال کرو اور نہ جاؤ۔

مولانا صاحب نے شیخ محمد دین کو کہا کہ آپ رہ جاؤ، کھانا کھا کر آنا۔ فقیر ایک یکہ میں جاتا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ یہ کب ممکن ہے کہ آپ تشریف لے جائیں اور ہم یہاں پر کھانا کھائیں، ہم آپ کے ساتھ آئے ہیں اور آپ کی رضامندی منظور ہے۔

آخر بہت اِصرار سے ناچار کر کے مسجد کو واپس لے گئے اور کھانا کھلایا۔ پھر دونوں مولوی صاحبان مع بہت سے لوگوں کے بہت تعظیم سے یکوں تک رخصت کرنے آئے۔ تب مولوی عبد القادر صاحب نے بہت عذر سے مولانا صاحب سے کہا کہ از خورداں خطا و از بزرگاں عطا۔ آپ نے ہم کو معاف کرنا اور یہ بھی بار بار کہا کہ اس اشتہار میں ہم ناحق ملوث ہو کر مطعون ہو گئے ہیں۔

اس اثنا میں مرزا قادیانی کا ذکر درمیان آیا، تب مولانا صاحب نے ایک رسالہ اپنی تالیف جس کا نام 'رجم الشیاطین بر دِ اغلوطاتِ البراہین' ہے، مولوی صاحبوں کو دیا جو عربی کی عبارت مع ترجمہ اردو کے منطبع اور حضرات علماے کبار حرمین محترمین کی تصدیق و تصحیح سے مزین ہے کہ اس سے مولانا صاحب کے علم و فضل اور تحقیق کا حال بھی ان پر منکشف ہو جائے گا۔

پھر رخصت ہونے کے بعد راقم نے مولانا صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے چاول تناول فرمائے اور مرغی کے گوشت سے روٹی نہ کھائی تھی۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ جو لوگ مسلمانوں کو کافر کہیں میں ان کا ذبیحہ نہیں کھاتا اور دعوت اس لیے قبول کی تھی تاکہ ان کے اس معاملہ سے ان کا اشتہار منسوخ ہو جائے۔ کیا معنی کہ انھوں نے اخیر اس اشتہار کے جو درج کیا ہے کہ جو کوئی اس درود سے توبہ نہ کرے تو اس سے ہم سلام ہونا اور اس کی دعوت کرنا اور اس سے اِقتدا کرنا اور اس کا جنازہ ناروا ہے۔ فقیر جو اِس درود کو جائز بنانے اور ان سے مقابلہ کرنے کو ان کے گھر میں آیا اور بار بار کہا کہ اِس اشتہار میں سخت غلطیاں ہیں پھر جو انھوں نے ہماری دعوت کی تو وہ ان کا فتوی اور اشتہار بھی منسوخ ہو گیا۔

پھر گوجراں والا میں پہنچ کر مولانا صاحب نے ان کے اشتہار کی تردید بھی قرآن و حدیث سے

لکھ دی جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

الراقم: شیخ رحیم بخش جفت فروش ساکن گوجراں والا بہ قلم خود

العبد: شیخ محمد دین ساکن گوجراں والا

العبد: شیخ حسن محمد

العبد: شیخ فضل الٰہی

العبد: میاں جیون بخش

العبد: فقیر غلام حسین

☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَــــامِدًا و مصــــلِیـًا

اِشتہار مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۸۹۵ء مطبوعہ فخر الدین پریس میں جو مولوی غلامِ رسول صاحب مرحوم قلعہ والا کے برادرزادہ اور فرزند نے اپنے نام سے مشتہر کیا ہے، اس میں از طرف مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی بابت کفر ہونے درود الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے یہ عبارت لکھی ہے:

'شرک بہت طرح کا ہوتا ہے، اِن میں سے ایک یہ کہ کسی مخلوق کو خواہ نبی ہوں خواہ ولی، پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ دُورونزدیک سے برابر سنتے ہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے :

وَ مَـنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَ ھُمۡ عَنۡ دُعَآئِھِمۡ غٰفِلُوۡنَ ○ (سورۂ احقاف:۴۶/۵)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انبیا و اولیاے صالحین کو دُور دُور سے پکارتے ہیں اور اِتنا ہی کہتے ہیں کہ یا فلاں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا کیوں کہ کوئی حاجت نہیں مانگی، یہ غلط ہے اگرچہ مانگنے کی حیثیت سے ثابت ہو گیا کیوں کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دُور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی تو اس طرح سے پکارا حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سے بالکل غافل ہیں'۔ انتہی

فقیر- کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ آیت وَ مَـنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا سے پکارنا مراد رکھنا بالکل غلط ہے۔ تفسیر جلالین و معالم التنزیل و مدارک و نیشاپوری و خازن وغیرہا سب میں یـدعـوا کے معنی یـعـبـد کے لکھے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مخلوق کی عبادت کرنے والا بہت گم راہ ہے اور خود قرآنِ مجید اِس غلطی پر شاہد ہے کہ اِس آیت کے ساتھ ہی فرمایا ہے :

وَ اِذَا حُشِـرَ الـنَّـاسُ کَانُوۡا لَھُمۡ اَعۡدَآءً وَّ کَانُوۡا بِعِبَادَتِھِمۡ کٰفِرِیۡنَ ○ (سورۂ

احقاف:۶/۴۶)

یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اوران کی عبادت کا اِنکار کریں گے۔

پس قرآنِ مجید سے ہی صاف ثابت ہوگیا کہ **یدعوا** اور **دعائِهم** سے مراد عبادت ہی ہے۔

نیز تفسیر اِتقان فی علومِ القرآن میں درج ہے کہ لفظ ''**دعــا**'' کا قرآن میں چھ معنی سے وارد ہے: پہلے عبادت کے معنی مثل **وَ لاَ تَـدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لاَ يَنْفَعُ وَ لاَ يَضُرُّ** الخ یعنی خدا کے سوااس کی عبادت نہ کر جو تیرا نقصان نہ کر سکے اور نہ نفع دے سکے۔

جب یقیناً متحقق ہوا کہ اس آیت سے عبادت '' **من دون اللّٰہ** '' کی مراد ہے نہ پکارنا تو اِس دلیل سے درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے پڑھنے والوں کو کافر بنانا قرآنِ محفوظ میں تحریف معنوی کرنا اور ناحق مسلمانوں کو کافر کہنا ہے۔نعوذ باللہ من ذلک۔

پھر اس فتویٰ کی یہ عبارت اس اِشتہار میں درج ہے :

اور بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ o (سورۂ نمل:۲۷/۶۵)

اور۔ **قُلْ لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَّ لاَ ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ o** (سورۂ اعراف:۷/۱۸۸)

تو دیکھو کہ اللہ تعالی نے سب سے عموماً اور حضرت کو عالی مرتبہ سے خصوصاً علم غیب کی نفی فرمائی...... اِلی قولِہ۔ اِن آیات سے خوب واضح ہوا کہ نبی علم غیب نہیں جانتے ہیں بلکہ حضرات فقہائے حنفیہ نے تصریح فرمادی ہے اس کے کفر کی جو اِعتقاد رکھے کہ نبی غیب جانتے ہیں۔فتاوی قاضی خان میں ہے :

و بعضهم جعلوا ذلک کفرا لِانه یعتقِد ان الرسول یعلم الغیب وهو کفر. اِنتهی.

فقیر-کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ اِن دونوں آیتوں میں جو نفی علم غیب کی آں حضرت ﷺ سے ثابت کی ہے یہ مفتی صاحب کی تغلیط ہے۔ کیا معنی کہ مراد یہ ہے کہ آپ اپنے آپ غیب نہیں جانتے۔ تفسیر حسینی وغیرہ میں **و لو کنت اعلم الغیب** کے نیچے لکھا ہے :

واگر بودمی من کہ بے تعلیم حق دانستمی غیب را۔

اور ایسا کیوں نہ ہو جب قرآنِ مجید و صحیح حدیثوں سے آپ ﷺ کا بہ تعلیم اِلٰہی غیب پر مطلع ہونا ثابت ہے۔ سورۂ آل عمران چوتھے سپارہ کے تیسرے پاؤ کے دوسرے رکوع میں ہے :

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ o (سورۂ آل عمران:۱۷۹/۳)

ترجمہ: اور خدا تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا ولیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔

اور سورۂ نساء پانچویں سپارہ کے تیسرے پاؤ کے اخیر ہے :

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا o (سورۂ نساء:۱۱۳/۴)

ترجمہ: اور تجھے علم دیا جس کو تو نہیں جانتا تھا اور ہے خدا کا فضل تجھ پر بہت۔

اور سورۂ جن انتیسویں سپارہ کے تیسرے پاؤ میں ہے :

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ o (سورۂ جن:۲۶/۷۲-۲۷)

ترجمہ: خدا غیب دان ہے اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا، مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔

اب سب تفسیروں میں دیکھ لیں کہ آں حضرت ﷺ کو اِطلاعِ غیب کا مسئلہ متفقہ ہے۔ اِس جگہ حضرت مولانا ختم المفسرین شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی تفسیر فتح العزیز سے کچھ تھوڑا سا لکھ دیتا ہوں اِس غرض سے کہ یہ مفتی نذیر حسین صاحب کے دادا اُستاد ہیں اور جمیع علما اِس فرقہ کے انہیں سے فیض یاب ہیں۔ وہو ہذا :

وَ یَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا o (سورۂ بقرہ:۲/۱۴۳)

ترجمہ: اور ہوگا رسول تم پر گواہ۔

یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست وحجابی کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او می شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص ونفاق شمارا ولہذا اشہادت او در دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست و آں چہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج واہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس ومہدی ومقتول دجال یا از معائب ومثالب حاضران وغائبان می فرماید اعتقاد بران واجب ست واز نیست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانی ام روز چنین می کند وفلانی چنان تا روز قیامت ادای شہادت تواند کرد۔اِنتھی بِکلِماتِہِ الطیِبۃِ۔

علامہ خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہبِ لدنیہ میں لکھتے ہیں:

اِذ لا فـرق بیـن موتِہ و حیاتِہ فِی مشاھدتِہ لِأمتِہ و معرِفتِہ بِأحوالِھِم و نِیـاتِھِم وعزائِمِھِم وخواطِرِھِم و ذٰلِک عِندہ جلِی لا خفاء بِہ – تاقولِ وے–

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ اپنی زندگی اور وفات میں اُمت کے دیکھنے اور شناخت احوال اور نیات اور ارادے اور خطرات میں یکساں ہیں۔ یہ پوشیدہ نہیں۔ روایت ہے ابن مبارک کی سعید بن میسّب سے کہ ہر روز عرض کیے جاتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال صبح وشام......۔

و قـد روی ابـن الـمبـارکِ عن سعِیدِ ابنِ المسیبِ لیس مِن یوم اِلا و یعرض علی النبِیِ ﷺ أعمال أمتِہ غدوۃ و عشِیۃ فیعرِفھم بِسِیماھم و اعمالِھِم فلِذٰلِک یشھد علیھِم . اِنتھی.

روایت ہے ابن مبارک کی سعید بن میسّب سے کہ ہر روز عرض کیے جاتے ہیں آپ پر

امت کے اعمال صبح وشام ۔۱۲

اور یہ حدیث کرمانی شرح بخاری میں بھی ہے۔

ہر چند آیاتِ قرآنی سے اس سے بڑھ کر اِمداد مل سکتی تھی، مگراسی قدر پر اِکتفا کر کے احادیث سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے۔صحیح بخاری کے باب بدءِ الخلق میں ہے :

عن عمر رضِی اللّٰہ عنہ قال: قام فِینا النبِیﷺ مقاما فأخبرنا عن بدءِ الخلقِ حتی دخل أھل الجنۃِ منازِلھم وأھل النارِ منازِلھم . الحدیث

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے درمیان آپ ﷺ ایک مقام میں کھڑے ہوئے۔ پس ہم کو آپ نے خبر دی ابتدائے مخلوقات سے اخیر بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک۔

(صحیح بخاری) مطبوعہ احمدی کے صفحہ ۴۵۳ میں دیکھو اور اس کے حاشیہ پر 'کرمانی' اور 'خیر جاری' کے حوالہ سے لکھا ہے :

الغرض کہ آں حضرت ﷺ نے مبدا، معاد، معاش سب کی خبر دی ہے۔طیبی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ آپ ﷺ نے تمام مخلوقات کے حال سے خبر دی ہے۔ اِنتہی مترجماً۔

شیخ عبدالحق ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

یعنی احوالِ مبدا ومعاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد۔اھ

اور صحیح بخاری ومسلم وغیرہما میں ہے :

عن حذیفۃ رضِی اللّٰہ عنہ قال: لقد خطبنا النبِیﷺ خطبۃ ما ترک فِیھا شیئا اِلی قِیامِ الساعۃِ اِلا ذکرہ، علِمہ من علِمہ و جھِلہ من جھِلہ .–الحدیث–

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خطبہ پڑھا آپ ﷺ نے ایسا خطبہ جس میں قیامت تک کوئی چیز نہ چھوڑی ذکر کرنے سے، جس نے جانا جانا، جس نے بھلایا بھلایا۔

اور اس کے حاشیہ پر شرح عینی سے لکھا ہے کہ تمام موجودات کے سب کام مقدرہ آپ ﷺ نے بیان کردیے۔ اھ مترجماً صفحہ ۹۷۷ میں دیکھو۔

اور صحیح مسلم کے کِتاب الفِتن اور اشراط الساعۃ میں انہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جو کچھ قیامت تک ہونا تھا مجھ کو خبر دی۔ ھ مترجماً۔

علامہ خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ کے باب اخبار الغیوبِ میں لکھتے ہیں :

اخرج الطبرانِی عنِ ابنِ عمر رضِی اللّٰہ عنھما قال: قال رسول اللّٰہِ ﷺ : اِن اللّٰہ رفع لِی الدنیا فأنا أنظر اِلیھا و اِلی ما ھو کائِن فِیھا اِلی یومِ القِیمۃِ کأنما انظر اِلی کفِی ھذا .

ترجمہ: فرمایا آپ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دنیا ظاہر کی، پس میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونا ہے گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

پھر بعد ازاں صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد کی حدیثیں نقل کر کے اخیر میں لکھا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بھی زائد پر مطلع کیا ہے، اور اولین اور آخرین کے علوم آپ پر اِکتفا کیے ہیں۔ ھ مترجماً۔

اور علامہ محمد زرقانی شرح مواہب میں حدیث طبرانی کے نیچے لکھتے ہیں :

قد رفع ای اظھر و کشف لِی الدنیا بِحیث احطت بِما فِیھا .الخ.

ترجمہ: خدا نے دنیا مجھ پر ظاہر کی ایسا کہ میں نے سب جو اس میں ہے اس پر اِحاطہ کر لیا۔

اور صحیح مسلم وغیرہ میں عمر بن اخطب سے حدیث خطبہ فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور عصر سے شام تک میں کہا ہے :

فأخبرنا بِما کان و بِما ھو کائِن فاعلمنا احفظنا .

ترجمہ: آپ ﷺ نے ہم کو جو کچھ ہوا اور ہونا تھا اس کی خبر دے دی۔

اور مشکوٰۃ کے باب المساجِدِ ومواضِعِ الصلوٰۃِ میں حدیث ہے جس میں ذکر ہے آپ ﷺ کے

خواب میں دیدارِ الٰہی اور بہ برکت کف کے پستانوں میں ٹھنڈک ہونے کا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

اور دوسری روایت میں **فعلِمت ما فِی السموتِ والارضِ** میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

جس کا ترجمہ محدث دہلوی لکھتے ہیں :

پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی واحاطہ آں۔ھ

انہیں دلائل کی رو سے کتب دینیہ مثل **شفائے قاضی عیاض اور مواہبِ لدنیہ اور روضۃ الاحباب** وشروح صحیحین میں لکھا گیا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو علم ما کان وما یکون کا عطا ہوا ہے۔

رہا مسئلہ نکاح کا شہادتِ خدا ورسول سے جس کو بحوالہ فتاوی قاضی خان درج کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود عبارت فتاوی قاضی خان کی جو فتوی میں منقول ہے اس میں بعض علما کا لفظ ہے۔ مفتی صاحب دہلوی کا اس کو بہ لفظ حضرات فقہائے حنفیہ یعنی جمع سے تعبیر کرنا حق پر پردہ ڈالنا ہے۔ ''بعض'' کے لفظ سے بہ خوبی پایا جاتا ہے کہ اکثر علما اس کے برخلاف ہیں اور کیوں نہ ہوں جب یہ تکفیر قرآن کی شہادت کے برخلاف ہے جیسا کہ درمختار کے حاشیہ طحطاوی اور ردالمحتار اور فتاوی تاتارخانیہ اور فتاوی حج اور ملتقط اور مجموعہ خانی اور معدن شرح کنز اور خزانہ؛ اِن آٹھ معتبر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ روایت تکفیر کے خلاف درایت وغیر صحیح ہے، اس لیے کہ آں حضرت ﷺ پر احوالِ امت پیش کیا جاتا ہے اور آپ بہ تعلیم الٰہی بعض غیب جانتے ہیں بہ دلیل آیت: **عٰلِم الغیبِ فلا یظہِر علی غیبِہٖٓ احدًا اِلا منِ ارتضی مِن رسول۔الآیۃ**

اور ردالمحتار کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ کتب عقائد میں اولیا پر بھی غیب کا منکشف ہونا درج ہے۔اور تحقیق اس کی ہمارے رسالہ **سل الحسامِ الھِندِی لِنصرۃِ سیدِنا خالِد النقش بندِی** میں بخوبی ہے۔اھ

اور اِن جمیع کتابوں کی عبارتیں 'تحفہ دستگیریہ' میں منقول ہیں جو بہ جواب اثنا عشریہ وہابیہ کے اٹھائیس برس (۲۸) سے شائع ہو چکا ہے۔ نیز یہ ساری بحث بعد مناظرہ ریاست بہاول پور کے

۱۳۰۷ھ میں رسالہ تقدِیس الوکیلِ عن اِہانۃِ الرشِیدِ والخلیلِ (۱) میں درج ہو کر حضرات علماے حرمین محترمین کی تصدیق سے مصدق ہو چکا ہے اور یہ رسالہ -ان شاء اللہ العزیز- عن قریب شائع ہو گا۔

واضح رہے کہ جب اس فتوی میں بہ طور دھوکا دہی حنفیوں کو اِلزام دیا ہے تو ہم بھی اگر کتب معتبر حنفیہ سے اس جگہ یارسول اللہ کے جواز واستحباب میں کچھ لکھ دیں تو مقتضاے مقام کے مناسب ہوگا وہو ہذا :

کتاب 'کنز العباد' 'صلوۃ نخشی' 'کتاب السعادۃ' 'جامع الرموز شرح مختصر وقایہ' 'ردالمحتار علی الدرالمختار' 'فتاوی صوفیہ' میں تصریح ہے کہ جب مؤذن پہلی مرتبہ **اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ** کہے تو سننے والے کو **صلی اللّٰہ علیک یا رسول اللّٰہ** کہنا مستحب ہے اور جب دوسری مرتبہ کہے تو **قرۃ عینِی بِک یا رسول اللّٰہ** کہنا مستحب ہے۔

اب غور کرو کہ بحکم کتب معتبرہ فقہ درود کے ساتھ اور بغیر درود کے بھی اذان کے وقت یارسول اللہ کہنا مستحب ثابت ہو تو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو کفر کہنے والا اور اس کے پڑھنے والے صدہا مسلمانوں کو کافر بنانے والا کیوں کر مسلمان رہا۔ اللہ تعالیٰ ضدیت اور نفسانیت سے بچائے اور جمیع اہل اسلام کو سیدھے راستہ پر چلائے۔ آمین یارب العالمین۔

باقی رہا جو اس اِشتہار میں مفتی دہلوی صاحب نے اس درود کو بدعت بنانے کے واسطے یہ لکھا ہے :

> رہی بدعت؛ بدعت اس کام اور اِعتقاد اور قول کو کہتے ہیں کہ حضرت مصطفیٰ ص سے قولاً و فعلاً و تقریراً ثابت نہ ہو اور قرونِ ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں بھی انکار پایا گیا ہو اور نہ اس کا نظیر و مثل ان طریقوں سے پایا گیا ہو بلکہ اس کے بعد لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا اور اس کے کرنے میں ثواب جاننا اِسی کو حضرت نے فرمایا: **کل بِدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فِی النارِ** اور مسئول عنہ پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ درود مذکور کے معانی کو لحاظ کر کے کہنا جائز نہیں -اِلی قولِہ- بدعت وضلالت ہے۔ ہاں بے اِختیار زبان سے نکل جائے تو مواخذہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔
>
> حررہ محمد نذیر حسین، سید محمد عبدالسلام، سید محمد ابوالحسن

ساکنانِ دہلی، عبدالعزیز، زین العابدین ساکن کوٹ بھوانی داس حال وارد لاہور۔

الجواب صحیح الجواب۔ محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ رحیمیہ لاہور، رحیم بخش امام مسجد چینیاں۔

فقیر-کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ اوپر کی تحریر اور اس میں بھی کئی مرتبہ درود کو اختصار کر کے بہ صورت لکھا ہے۔ اس کی قباحت فقیر نے کتاب مباحثہ ریاست فرید کوٹ اور دوسرے رسائل میں لکھی ہے- پناہ بہ خدا- یہ اِن لوگوں کی اتباعِ سنت کی دلیل ہے۔

اب سنیے جواب بدعت بنانے درود مبحوث عنہ کا۔ جمیع اہل اسلام کو یقین ہے کہ بہ حکم آیت: **اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o** (سورۂ احزاب: ۳۳/۵۶) کہ سرور عالم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا مامور بہ ہے۔

اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک ایک درود اور سلام سے حق تعالیٰ کی جناب سے دس دس رحمتیں اور سلام آتے ہیں اور دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔

اور آں حضرت ﷺ کو پکارنے کی سند حدیث جامع ترمذی اور سنن نسائی و ابن ماجہ و مستدرک حاکم کی ہے جس میں بہ روایت عثمان ابن حنیف درج ہے کہ ایک نابینا نے آں حضرت ﷺ سے دعاے روشنی چشم کی التجا کی، تب آپ ﷺ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کو فرمایا۔ اور نسائی میں ہے کہ دو رکعت نفل کا بھی ارشاد کیا۔ پھر اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا :

اَللّٰھم اِنِی اسئلک و اتوجه اِلیک بِنبِیک محمد نبِیِ الرحمةِ یا محمد اِنِی أتوجه بِک اِلی ربِی فِی حاجتِی ھذِہ لِتقضی لِی اللّٰھمَّ فشفعه فِی .

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

یا محمد اِلتِفات اِلیهِ و تضرع لدیهِ لِیتوجه روحه اِلی اللّٰهِ و یغنِی لِلضرورةِ عما سِواہ و التوسل اِلی غیرِ مولاہ قائِلا اِنِی اتوجه بِک ای بِذرِیعتِک اِلی ربِی فِی حاجتِی ھذِہ لِتقضی بِصِیغةِ المجھولِ ای الحاجة فقوله لِی لِلبیانِ کما صرح بِهِ فِی الطیبی و فِی نسخة بِصِیغةِ

الفاعِلِ ای لِتقضِی الحاجة والمعنی لِتکون سببا لِحصولِ حاجتِی و وصولِ مرادِي فالاِسناد مجازِيٌ . اه

ترجمہ: یعنی آپ کی طرف رجوع اور نیاز ہے تاکہ آپ کا روح خدا کی طرف متوجہ ہو اور ماسوا سے غنی کردے اور خدا کے بغیر کسی کی حاجت نہ رہے یہ کہہ کر کہ میں آپ کے وسیلہ سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تاکہ روا کی جائے میرے واسطہ۔ طیبی نے یہ کہا ہے۔ اور ایک نسخہ میں ہے کہ آپ میری حاجت روا کریں یعنی میری حاجت کے حاصل ہونے کا آپ سبب بن جائیں۔ پس یہ اسناد مجازی ہے۔

مواہبِ لدنیہ میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو بیہقی نے صحیح کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ جب اس نابینا نے بہ موجب ارشاد آپ ﷺ کے تعمیل کی تو اٹھا اور بینا ہو گیا۔ اھ

معنی اس دعا کے یہ ہیں: بار خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو رحمت کا نبی ہے۔ یا محمد (ﷺ!) تیرے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس اپنی حاجت میں تاکہ میری حاجت پوری کی جائے۔ بار خدایا! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام جزری نے جو اجلہ محدثین اور اکابر علمائے ربانیین سے ہیں اس حدیث کے حکم کو اپنی کتاب حصن حصین میں جو آٹھویں صدی کی تالیف ہے، عام طور پر بیان فرمایا ہے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو وہ اپنی اَدائے حاجت کے واسطے یہ عمل کرے اور دعا پڑھے۔ اھ

علامہ ابن حجر اپنی کتاب جوہر منظّم میں طبرانی اور بیہقی سے لکھتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے دنیا سے رحلت کے بعد بھی سلف صالحہ اپنی حاجتوں میں یہ دعا پڑھتے رہے ہیں۔ اھ

اور شفا کی شرح میں ہے کہ ابن حنیف راوی اس حدیث کا اور اس کی اولاد لوگوں کو یہ دعا سکھاتے تھے اور بہت سی روایات ہیں کہ جس نے یہ دعا پڑھی فوراً اس کی حاجت پوری ہوئی۔ اھ

تواریخ حبیب اِلہ میں ہے: عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت ہے اور یہ طریقہ نمازِ حاجت کہلاتا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف اور ان کے خاندان کے عمل میں تھا، لوگوں کو سکھلاتے تھے اور حاجتیں ان کی پوری ہوتی تھیں۔ اِنتہی بلفظہٖ

اورشرح شفافی حقوق المصطفیٰ میں ہے کہ حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سست اور بے حس ہو گیا تھا تو ان کو کسی نے کہا کہ اپنے بہت محبوب کو یاد کر! تب آپ نے اونچی آواز سے پکارا: **یَا محمَّداہ۔**

مولانا قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں: گویا کہ ابنِ عمر نے ضمن استعانت میں اپنی محبت کے اظہار کو قصد کیا۔اھ

اورشرح خفاجی میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔اس کو امام نووی نے اپنی کتاب اذکار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے صحابہ سے بھی ایسی روایت آئی ہے۔اھ

کتابِ مستطاب دلائل الخیرات جونویں صدی کی تالیف ہے اور اس کے یمن و برکت نے عرب و عجم کو فیض یاب کیا ہے، اس میں کئی درود صیغہ ندا پر مشتمل ہیں۔ایک دو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔پنج شنبہ کے حزب میں ہے :

اللھم صلِ علی سیدِنا محمد صلوة تکرم بِھا مثواہ و تشرِف بِھا عقباہ و تبلِغ بِھا یوم القِیامۃِ مناہ و رِضاہ، ھذِہِ الصلوٰۃ تعظِیماً لِحقِک یا محمد –ثلثاً– .

شیخ الدلائل سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ یا محمد کہے، دوسرے مرتبہ یا حبیب اللہ، تیسرے مرتبہ یارسول اللہ پڑھے۔

اورشنبہ کی منزل میں ہے :

اللّٰھم صلِ علی سیدِنا محمَّد و علی آلِہ و سلِم، اللھم اِنِی اسئلک و أتوجہ اِلیک بِحبِیبِک المصطفٰی عِندک یا حبِیبنا یا محمَّد اِنا نتوسل بِک اِلی ربِک فاشفع لنا عِند المولی العظِیمِ. یا نِعم الرسول الطاھِر –ثلثا–

یعنی **یا نِعم الرسول** کو تین مرتبہ پڑھے۔

دلائل الخیرات مطبوعہ کلکتہ کے اخیر اور نیز مطبوعہ لاہور کے بعد اس کے مولف حضرت سیدنا ابو عبداللہ محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ کے حال میں درج ہے کہ ستر (۷۰) برس بعد دفن کے ان کی

لاش مبارک کوشہرانوخال سے نکال کر مراقش کے قبرستان میں دوبارہ دفن کیا تھا تو جیسے قبر میں مدفون ہوئی تھی ویسے ہی نکلی تھی، بدن وکفن برابر، چہرہ سرخ وسفید، خلائق نے ہجوم کیا، اِمتحاناً چہرہ انگلی سے دبایا خون ہٹ گیا، پھر انگلی اٹھانے سے خون ابھر آیا۔ کثرت درود سے مشک نافہ کی طرح قبر منورعنبر فشاں، شاگردوں کی ہدایت سے عالم نورعرفاں۔اھ

اور درودِ مستغاث جوصد ہا سال سے ورد خواص وعوام اہل اسلام ہے اور جس کی برکت سے کئی اہل اِیقان مشرف بہ زیارت حضرت رسالت ﷺ کے ہوئے ہیں اس میں بار بار یہ درود موجود ہے۔ کتاب 'ارشاد العاشقین' میں اس کے فوائد درج ہیں۔

رسالہ اثنا عشریہ میں مولوی غلام علی امرت سری نے لکھا تھا :

درودِ مستغاث بہ ایں جہت کہ درود ست مرخواندنش ہیچ درزنمی نماید وامید اجرست الا لفظ اغِثنا کہ ازمیان برداشتہ شود۔اھ

جائے غور ہے کہ پہلے ان کے علما جواز اس درود کے ورد کیے اور موجب ثواب کے ہونے کے قائل تھے اور اب یہ لوگ اس درود کے کفر اور بدعت ہونے کو بڑے شدو مد سے ثابت کررہے ہیں حالاں کہ ناظرین تحریر بالا کو یقین ہوگیا ہے کہ بہ حکم قرآن وحدیث یہ درود روا وبجا ہے، اس کو شرک و بدعت کہنا سراسر نفسانیت ہے۔

رہا حکم اِستغاثہ کا آں حضرت ﷺ سے شیخ محدث دہلوی شرح اور ترجمہ مشکوۃ اور تکمیل الایمان اور مدارج النبوۃ میں کئی جگہ تصریح کرتے ہیں کہ انبیا سے اِستمداد کے مسئلہ میں کوئی اِختلاف نہیں ہے۔ اور علامہ قسطلانی کی مواہبِ لدنیہ میں ہے کہ اِستغاثہ اور توسل اور تشفع اور توجہ اور تجوہ سب ایک ہی ہیں اور یہ سب حضرت ﷺ سے ہر حال میں واقع ہوئے ہیں، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد بھی، آپ کی حیات دنیا میں، عالم برزخ میں اور قیامت میں۔ مدت حیات کے دلائل سے وہ حدیث نسائی وترمذی وابن ماجہ کافی ہے جس میں نابینا کے بینا ہونے کا ذکر ہے اور عالم برزخ کے اِستغاثہ کے واقعات بے شمار ہیں۔ کتاب **مِصباح الظِلامِ فِی المستغِیثِین بِخیرِ الانامِ** میں تھوڑا سا اس کا ذکر ہے۔

اور مجھ کو بھی ایک مرض ہوئی تھی، میں نے مکہ معظّمہ میں آپ ﷺ سے اِستعانت کی تھی، تو میں

خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کاغذ ہے اور اس میں لکھا ہے کہ یہ دوا ہے احمد بن قسطلانی کے لیے سرورِ عالم ﷺ کے حضور سے۔ پھر جب میں بیدار ہوا تو بہ خدا مجھے کوئی بھی مرض نہ تھی، آپ کی برکت سے شفا ہوگئی۔ ایسا ہی کئی واقعات میں استعانت اور اِعانت ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت مواہبِ لدنیہ کا۔

اور حدیث مسند بزار و مصنف اِبن ابی شیبہ و کتاب عمل الیوم واللیل ابن سنی و معجم کبیر طبرانی سے حصن حصین میں **یا عِباد اللّٰہِ اعِینونِی** کا لفظ تین مرتبہ واقع ہے جس سے اولیا سے بھی استعانت کا جواز حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث کو معتبر محدثین نے حسن اور مجرب کہا ہے۔

باقی رہا یہ جو اس حدیث کے کسی راوی پر نواب قطب الدین مرحوم کی شرح اُردو حصن حصین مطبوعہ باردوم میں کچھ اِعتراض لکھا گیا اور صاحب اثنا عشریہ نے وہ اِعتراض پیش کیا تھا تو اس کا جواب فقیر نے 'تحفہ دستگیریہ' میں لکھ دیا تھا کہ وہ راوی دوسری روایت کا ہے، حصن حصین والی حدیث کی روایت میں وہ راوی نہیں ہے، چناں چہ وہ رسالہ ۱۲۸۵ھ سے شائع ہے۔

جب فقیر ۱۳۰۸ھ میں مکہ معظّمہ میں تھا تو ایک روز حضرت مولانا الحاج الحافظ شیخ مولوی محمد عبد الحق اِلہ آبادی مہاجر مکہ معظّمہ نے ذکر فرمایا کہ حطیم بیت اللہ العظیم میں نواب قطب الدین صاحب نے ظفر جلیل شرح اردو حصن حصین مطبوعہ باردوم سے یہ مقام جرح حدیث **یا عِباد اللّٰہِ اعِینونِی** کا نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے دیکھ کر پھر ان کو واپس کیا اور خاموش رہا، تب انھوں نے خود کہا کہ آپ نے یہ مقام جرح کا دیکھا ہے اور آپ کو پسند ہے۔

میں نے کہا: صرف تعصب ہے، کیوں کر پسند ہو؟ تب نواب صاحب نے جواب دیا کہ یہ تمام طویل عبارت جرح کی بغیر میری مرضی اور اذن کے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے الحاق کرا دی ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے موافق شرح مولانا قاری وغیرہ کے اس حدیث کو حسن و مجرب لکھا تھا، چناں چہ پہلے مرتبہ کی مطبوعہ میں موجود ہے۔اھ

فقیر نے یہ تقریر سن کر کہا: **اِنـا لِلّٰـہِ و اِنا اِلیہِ راجِعون** اور اسی روز سے یہ تقریر حضرت شاہ ولی اللہ محدث کی اربعین کے بعد جو فقیر نے مکہ معظّمہ میں رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیا اللہ سے نقل کی تھی، لکھ دی تھی۔

فقط محدثین معتبرین نے اپنی کتابوں میں بہت واقعات ندائے استغاثہ کے بہ حضور سرور ﷺ و صحابہ وغیرہم سے درج کیے ہیں جس سے شمہ اوپر منقول ہوا ہے اور تھوڑا سا یہ ہے ہر چند مواہب و مدارج وغیرہما میں بھی ہے، مگر بہ مناسبت عبارت اردو کی تواریخِ حبیب اِلہ سے منقول ہوتا ہے۔ فصل غزوہ مکہ میں لکھتے ہیں :

بلکہ خزاعہ کے راجز یعنی شعر کہنے والے نے اس وقت رات میں آپ کو پکارا اور آپ سے مدد چاہی۔آپ کو خدا تعالیٰ نے اس کی آواز پہنچائی۔آپ نے اس کا جواب دیا: لبیک لبیک لبیک اور اس وقت آپ زنانہ میں تھے۔حضرت میمونہ جن کے حجرہ میں آپ تھے، لبیک آپ کا سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں؟۔آپ نے فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنوبکر کی مدد کی۔اھ

رسالہ 'صولۃ القادریہ' میں استیعاب سے نقل کر کے لکھا ہے کہ نابعہ جعدی صحابیہ نے ایامِ حکومت ابوموسی اشعری کے بصرہ میں تکلیف کی حالت میں یہ شعر پڑھا تھا۔

فیا قبر النبیِ و صاحِبیہِ ☆ ألا یا غوثنا لو تسمعونا

ترجمہ: اے قبر نبی و دونوں شیخین کی اے ہمارے فریادرس! ہماری کلام سنو۔

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی کا یہ قصیدہ مشہور ہے جس میں اوّل سرورِ عالم ﷺ کی جناب میں استغاثہ کیا ہے۔

یا حبیب الاِلہِ خذ بیدِی ☆ ما لِعجزِی سِواک مستندِی

کن رحِیما لِذِلتِی و اشفع ☆ یا شفِیع الوریٰ اِلی الصمد

اے حبیب خدا رسولِ کریم! دستِ من گیر یا روف ورحیم!

جز جنابِ تو نیست تکیہ من عجزِ من بیش تر نیا زعیم

رحم فرما وہم شفاعت کن اے شفیع ہمہ بہ سوے کریم

پھر آخر میں فرماتے ہیں۔

اِستغِیثوا لِعاجِز مضطر

شمِروا ذیلکم اِلی المدد

اے اہل بیت شاہ رسل! وی محبانِ ذات باتکریم!
طلب فریاد وا ستغاثہ کند عاجز و مضطرو بہ حال لقیم
زود فریادرس شوید بہ حق بہ مدد ہم رسید رسم قدیم

اور قصیدۂ بردہ جو مقبول قصائدِ اکابرِ اہلِ سنت سے ہے، اس میں بھی بہ تکرارِ بسیار ندائے اِستغاثی موجود ہے۔

یا اکرم الخــلقِ ما لِی مـن الوذ بِہ
سِواک عِند حلولِ الحادِثِ العمم

و لن یضِیق رسول اللّٰہِ جاھک بِی
اِذا الـــــکرِیم تجلی بِاسمِ منتقِم

فــاِن مِن جودِک الدنیا و ضرتھا
و مِن علومِک علم اللوحِ و القلم

ترجمہ: اے بزرگ ترین خلق! کسی نیست، کہ بہ او پناہ گیرم سوائے تو روز قیامت۔ کم نمی گردد مرتبہ تو یا رسول اللہ بہ مدد، من وقیلہ حق تعالی تجلی اسم منتقم نماید۔ بے شک جود و بخشش تو دنیا وآخرت است، وشمہ علم تو لوح وقلم است۔

تفسیر فتح العزیز کے دیباچہ میں درج ہے :

یا صاحِب الجمالِ و یا سیِد البشر
مِن وجھِک المنِیرِ لقد نوِر القمر

لا یمـــــکِن الثناء کمــا کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے صاحب حسن والے سرورِ آدمیاں! تیرے چہرۂ روشن سے چاند روشن ہے تیری تعریف جیسا کہ چاہیے ممکن نہیں، خدا کے بعد تو ہی بزرگ ہے۔

الحاصل! اب غور کرو کہ جب کوئی مسلمان الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے اور اعتقاد کرے کہ بذریعہ عرضِ احوال امت یا بہ تبلیغ ملائکہ جو درود کے پہنچانے پر علاحدہ مقرر ہیں یا بہ تعلیم الٰہی بہ نورِ نبوت اس درود پر آپ ﷺ مطلع ہوتے ہیں تو اب وہ کون سا دین دار عالم ہے جو اس کو کافر و بدعتی کہے گا۔ حاشا وکلا بلکہ حضرات علما پر عموماً اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب قلعہ والوں کے خانوادہ پر خصوصاً لازم ہے کہ ضدیت اور عناد کو ترک فرما کر اہل اسلام کو ملائمت سے سمجھا دینا خدمت دین متین جان کر مہما أمکن تکفیر و تفسیق سے زبان کو بند فرمائیں۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے کہ تکفیر کو اگر کوئی محل اور موقع نہ ملے تو وہ قائل پر ہی عود کرتی ہے۔ **-اعاذ نا اللّٰہ تعالی و جمیع المسلمین عن ذلک-**

تعجب یہ ہے کہ صدیق حسن قنوجی نے ایام نوابی بھوپال میں جو رسائل تالیف کر کے شائع کیے ہیں، ان میں سے رسالہ نفح الطیب میں اول اشعار زائر کے جمع کر کے بعد ازاں اپنے اشعار درج کیے ہیں۔ زائر کے اشعار سے صفحہ ۱۲ کے اخیر ہے۔

یا رسول اللہ! زائر را برائے کس چہ کار
برسرِ اغیار از وسنگ ترازوے شما

اور خود نواب صاحب صفحہ ۷۵ کی غزل میں اول قاضی شوکانی سے مقلدین کے مقابلہ کے لیے اِستغاثہ و اِستمداد کر کے۔

زمرۂ رائے درا فتاد بہ اربابِ سنن
شیخ سنت مددے، قاضی شوکاں مددے

پھر آخر میں لکھتے ہیں۔

گفت نواب غزل در صفت سنتِ تو
سرورِ دیں مددے، قبلہ پاکاں مددے

پس باوجود اس پکارنے اور استمداد کے نواب صاحب کو مفتی صاحب دہلوی اور ان کے اتباع ''امیر المومنین'' لکھیں اور ان کی تالیفات کو مستند مانیں اور دوسرے اہل اسلام اگر درود سے یا رسول اللہ کہیں تو ان کو کافر اور بدعتی گردانیں!۔

سبحان اللہ! فقاہت اور تقوی کا فتوی اسی کا نام ہے اور بہ سبب سخت زبان درازی قنوجی صاحب کے مقلدین پر، اخیر میں نواب بھی چھپنے گئے تھے اور عرصہ تک یہ حال اخبارات میں درج ہوتا رہا تھا، یہ قاضی شوکانی شیخ سنت کی امداد ہوئی تھی اور ایک ایسی بری مرض سے مبتلا ہو کر گزرے کہ ناگفتہ بہ۔ الحق! حق تعالیٰ کے مقبولوں سے عداوت خدا تعالیٰ سے محاربہ ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اِس جگہ واضح رہے کہ فتوی منسوبہ مفتی نذیر حسین صاحب دہلوی سے فراغت پا کر مناسب متصور ہوتا ہے کہ باقی دوسرے دلائل اس پرچۂ مذکورہ کا جواب بھی قلم بند ہو۔

حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی طرف سے جو اس اشتہار میں درج ہے کہ انھوں نے **السَّلام علیکَ ایھَا النبِیُّ** کی نسبت یہ جواب دیا کہ یہ خطاب حکایتی ہے، خدا تعالیٰ نے شب معراج میں حضرت سے کہا تھا، ایسے خطابات قرآن مجید میں بہت موجود ہیں، وہ سند اس بات کی نہیں ہوسکتی کہ غائب کے واسطے بھی ندا جائز ہے۔ اھ

فقیر- کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ نماز کے دونوں قعدوں میں بحکم احادیث صحیحہ پڑھنا التحیات کا واجب و لازم ہے اور تمام صیغ التحیات میں السلام علیک ایہا النبی موجود ہے۔ اور تمام مبسوطات و معتبراتِ فقہ میں درج ہے کہ نماز پڑھنے والا التحیات کے معانی کو اپنی طرف سے ادا کرے۔ یعنی یہ سمجھے کہ میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی عبادت مخصوص ہے اور سرور عالم ﷺ پر میں سلام بھیجتا ہوں اور حق تعالیٰ کی وحدانیت اور رسالت کی شہادت بھی میں اَدا کرتا ہوں نہ یہ کہ شب معراج کا یہ واقعہ ہے جیسا کہ تنویر الابصار اور درمختار اور ردالمحتار میں ہے۔

اگر حافظ صاحب برخلاف دینی کتابوں کے اس خطاب کو حکایتی سمجھتے ہیں تو نماز میں الحمد شریف کے پڑھنے کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہوں گے کہ حق تعالیٰ کی حمد اور تمجید اور تخصیص عبادت و اِستعانت وطلب ہدایت ہم نہیں کرتے یہ صرف حکایت قرآن ہے۔ حق تعالیٰ ضدیت سے بچائے اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ ''بعد کو غیبو بت لازم نہیں ہے۔'' اھ

جیسے کہ بعد کو غیبو بت لازم نہیں، ویسے ہی بعد سے غیبو بت منافی بھی نہیں ہے۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں درج ہے۔ مناہی ندا لغیر اللہ کے واسطے نص:

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا o (سورۂ جن:۱۸)

ترجمہ ہندی اشعار:

سب مسیتاں خاص عبادت رب دی جہت بناؤ
اللہ نال نہ کسے پکارو نا کچھ شرک ملاؤ

جے نال اللہ دے غیر پکارے وچہ مسیتاں کوئی
تا اللہ نال شراکت غیراں وچہ مسیتاں ہوئی

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْ رَبِّی وَ لَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا o (سورۂ جن:۲۰)

توں سب خاصاں تھیں خاص محمد اعلی رتبہ تیرا
توں آکھ انہاں میں اک پکاراں جو رب مالک میرا

میں ناں اس نال شریک بناواں ہرگز ہور کسے نوں
تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے مینوں

فقیر-کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ یہ معنی ان دو آیتوں کے جو پنجابی بیتوں میں نقل کیے ہیں غالب گمان ہے کہ تفسیر محمدی کے ہوں گے جو حافظ محمد صاحب لکھوی کی تالیف ہے۔ سو اس کا جواب بھی یہی ہے جو پہلی آیت کے جواب میں گزرا ہے کہ معنی فلا تدعوا اور ادعوا کے عبادت کے ہیں، پکارنے کے نہیں۔ جیسا کہ اوپر قرآن مجید اور تفاسیر معتبرہ کی سند سے لکھا گیا ہے۔

نہایت افسوس کا مقام ہے حدیث صحیح سے ثابت ہو کہ رسولِ اکرم ﷺ تو اپنے نامِ نامی پکارنے کا اَمر فرمائیں اور یہ لوگ نئے مفسر و محدث اپنی غلط فہمی سے فلا تدعوا کی دلیل سے اس کو شرک بتائیں۔ حضرت سرورِ عالم ﷺ جو شرک کے استیصال کے واسطے آئے تھے اور دراصل آپ نے شرک کی بیخ کنی فرمائی وہ -نعوذ باللہ- ان لوگوں کے نزدیک شرک کا امر فرمانے والے اور مسلمانوں کو مشرک بنانے والے ہوئے -العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ-

اور نیز مصرع: تے روا نہ رکھاں جو کوئی مشرک کدی پکارے مینوں

جو ترجمہ و لا اشرک بہٖ احدًا کے پیچھے لکھا ہے یہ مختصراً اپنی طرف سے خدائے تعالیٰ کی کلام میں اِیراد کر دی ہے۔ سارے قرآن مجید میں بسم اللہ سے والناس تک اس مضمون کی کوئی آیت نہیں

ہے جس کا یہ مصرع ترجمہ قرار دیا جائے۔

اِس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری اور مسلمانوں کی خیر خواہی ہے کہ اِن حافظ صاحب نے اوّل انواع مولوی عبداللہ صاحب لاہوری کے حاشیہ کر کے چھپوائے، بعدازاں اپنے والد کے نام انواع مسائل فقہیہ کے چھپوائے، اِن دونوں کے چھپوانے میں بہت سا روپیہ کمایا۔ بعدازاں انواعِ محمدی بنا کر اس کے ابتداصفحہ ۳ میں 'انواعِ بارک اللہ' کے مسائل کو قیاسی جان کر گویا اس کے رد کے واسطے یہ انواعِ محمدی چھپوائے اور اس میں دعوی کیا ہے کہ اِس کے جمیع مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

پھر اس کے صفحہ ۱۲ میں درج ہے کہ کتے کے لعاب اور انسان کے بول براز اور خنزیر کے گوشت اور حیض کے لہو کے بغیر باقی ان کے اجزا قرآن وحدیث سے نجس نہیں، قیاسی نجس ہیں۔

پھر اسی صفحہ کے بیت ۱۴ ۔

بول غائط انسان سواہور بول تے گوبر سارے
انہاں پلیدی نقص نہیں کجھ لدوں باجھ پیارے

اور صفحہ ۱۳ کے دوسرے بیت میں۔

حرام حیواناں گوبر بول قیاسوں نجس نصی
جویں کتا خوک بگھیاڑ بلی خر ہاتھی نر مادینی

صریح لکھا ہے کہ کتے، خوک، بگھیاڑ، بلی وغیرہ کا گوبر بول قیاسی پلید ہے، نص سے پلید نہیں۔

پھر اسی صفحہ کی سطر ۹ میں ہے۔

ہے چیز اں اصل طہارت مگر جو ثابت نجس دلیلوں
باجھ دلیل نہ حکم کیجے خود اندر شرع جلیلوں اھ

جس سے صاف ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک کتے خنزیر وغیرہ کا بول براز نجس نصی نہیں ہے تو پاک ہے، کیوں کہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے۔

قیاسی مسئلہ تو ان کے نزدیک غیر مسلم ہے۔ صفحہ ۴ کا تیسرا شعر ہے۔

جے اصحاباں اجماع نہ ثابت کہن امام قیاسوں
ہے ایہہ دلیل ضعیف تے ظنی نہیں یقینی خاصوں

اور اس صفحہ کا اخیری شعر ہے۔

فرانہاں بہت قیاسی مسلے لوکاں وچہ ہولائے
آپ ہوئے گم راہ ہواؤں نالے لوگ بھلائے

پھر صفحہ ۵ کا پہلا شعر ہے۔

ابن سیریں کہیا جو سب تھیں قیاس اول جس کیتا
سو ابلیس آہا جو بھلا سدھا راہ نہ لیتا

(مسئلہ قیاس مجتہد کی دلیل شرعی معادل دوسرے ادلہ شرعیہ ہونے کا ذکر بسط مناسب کے ساتھ رسالہ تصریح ابحاث فریدکوٹ میں درج ہے۔ من شاء فلینظر تمامه مِنه. عفِی عنه)

اب اِس مسئلہ میں غور کرو کہ کتے اور سور وغیرہ کا بول براز پاک ہے اور حیض کے سوا سارے خون پاک ہیں، قرآن وحدیث میں ان کی نجاست مذکور نہیں ہے، کس قدر اسلام کی توہین ہے۔ اِس پر خاک روب بھی کیوں نہ ہنسیں گے۔انسان کا بول براز یقینی نجس ٹھہرے اور کتے، خنزیر، بندر کا بول براز پاک ہو۔نعوذ باللہ من ہذاالفِقہِ۔

قرآنِ مجید سورۂ اعراف نویں سپارہ کے دوسرے پاؤ کے اخیر ہے :

وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ الۡخَبَائِثَ ٥

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی امی جس کا ذکر خیر توریت وانجیل میں ہے ان کو نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور پلید چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

دیکھو! کیسا قرآن سے صاف عیاں ہے کہ جس قدر کھانے کی حرام اشیا ہیں وہ سب پلید ہیں۔

اور ایک اور مسئلہ بھی انواعِ محمدی کا سن لیجیے :

چم مرداردباغت کیتیاں پاک نبی فرمایا
اِذا دبغ الاِ ہاب فقد طہر جو مسلم لیا یا

صفحہ ۱۴ سطر ۱۵، جس سے ثابت ہے کہ خنزیر کا چمڑہ بھی دباغت سے پاک ہے۔

اور یہ مسئلہ بھی انواعِ محمدی کا ہے :

ہے پانی پاک تے پاک کنند آپ نبی فرمایا
ایہہ دوویں صفتاں اس وچہ جانچاں نہیں تغیر پایا

جاں رنگ یا بو یا مزہ پانی دا چیز پلید ونجاوے
نہ فر پاک نہ پاک کنندہ اوہ پانی رہ جاوے

فرق نہیں وچہ تھوڑی بہت دو قلے یا گھٹ پانی
نہ جاری کھلے نہ مستعمل وچہ فرق حدیثوں جانی

اب ان مسائل سے ثابت ہے کہ تھوڑے سے مستعمل پانی میں جب اِس قدر بول یا براز آدمی کا پڑ جائے جس سے اس کا رنگ یا بُو یا مزہ نہ بدلے تو اس سے یہ لوگ وضو کرلیں گے کہ ان کے نزدیک وہ پانی پاک ہے اور ان کے کپڑوں کو جب بول براز کتے خنزیر کا خواہ کتنا ہی لگ جائے انہیں کپڑوں سے یہ لوگ نماز پڑھ لیں گے، کیوں کہ یہ پلید نصی نہیں ہیں بلکہ بہ موجب اصل کے پاک ہیں اور خنزیر کے چمڑے بدنوع پر ان کی نماز روا ہے۔ یہ ان کا بہ تقلید قاضی شوکانی کے عمل بہ حدیث ہے اور چاروں مذہبوں میں یہ نماز ناروا ہے۔

اب ان کی کتابوں سے سندیں لے کر فتوے جاری ہوتے ہیں اور اشتہار چھپتے ہیں اور دیہاتی مسجدوں کے امام ان کتابوں کو خرید کر خود بھی پڑھتے اور عمل کرتے اور دوسرے لوگوں کو بھی سنا کر خراب کررہے ہیں۔ اِنمآ اشکوا بثِی وحزنِی اِلی اللّٰہِ۔

جن کتابوں کی بنیاد دنیوی مفاد پر ہو جیسا کہ حق التصنیف کے صد ہا روپیہ جو چاروں مذہب میں حرام ہے، کمایا ہو اور مسائل بھی ان کے غلط ہوں تو ان کو مستند بنانا سوائے ضلوا فاَضَلُّوا کے کیا متصور ہو۔

رہا یہ جو اس اشتہار میں بدعت کی قباحت میں کچھ حدیثیں لکھی ہیں، سو یہ بھی مشتہروں کی نفسانیت اور ضدیت ہے، کیوں کہ درود شریف مبحوث عنہ ہرگز ہرگز بدعت نہیں ہے جیسا کہ اوپر مرقوم ہو چکا ہے۔

اب یہ قول مشتہروں کا کہ

اس درود کے جواز میں اگر کسی کے پاس دلیل کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور اجماع امت کی ہو تو پیش کرے، قبول کیا جائے گا۔اھ

سو بعد ذکر اس اوپر کی تحریر کے اللہ تعالیٰ سے فقیر کی دعا یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان صاحبوں کو قبول کی توفیق دے اور فیما بین کی ضدیت اور نفسانیت کو دفع کرے۔آمین یارب العالمین۔

اور کتاب اللہ تو ضرور قرآنِ مجید ہے، مگر کتاب الرسول یقیناً اِن مشتہروں کی ہی بدعت ہے۔ افسوس! اِتنا بھی معلوم نہیں کہ کتاب وسنت یا قرآن وحدیث ہی بولا جاتا ہے، نہ کتاب الرسول۔

اور یہ جو اخیر میں لکھا ہے کہ

بجائے اس درود الصلوٰۃ الخ کے وہ درود پڑھنا چاہیے جس کا ذکر بار بار حدیثوں میں آیا ہے جس سے دس نیکیاں زیادہ ہوتی اور دس درجے بڑھتے اور دس برائیاں دُور ہوتی اور دس دفعہ رحمت اُترتی ہے۔وہ درود یہ ہے :

اللھم صلِ علی محمد و علی آلِ محمد کما صلیت علی اِبراھِیم و علی آلِ اِبراھِیم ...... الخ.

المشتہران: فقیر احمد علی برادرزادہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ومغفور وحقیر عبدالعزیز خلف جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکنان کوٹ وقلعہ میہاں سنگھ۔اھ

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک یہ صیغۂ درود جو نماز میں پڑھا جاتا، نیز اور صیغے بھی حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں جو کتاب حصن حصین اور حزب الاعظم وغیرہما میں جمع ہیں بے شک ان کا پڑھنا افضل ہے نہ یہ کہ ان کے سوا اور کوئی درود نہ پڑھیں، سب صیغے درود شریف جب ادب اور اِرادت کے ساتھ پڑھے جائیں تو بے شک موجب اجرِ موعود ہیں۔رہا یہ کہ اس درود نماز والے میں اللھم

صلِ علی سیدِنا محمد و علی الِ سیدِنا محمد یعنی بہ اِیزادلفظ ''**سیدِنا**'' کے پڑھنا افضل ہے۔جیسا کہ درمختار وردالمحتار وغیرہ میں تحقیق ہے۔

و اخِر دعوانا انِ الحمد لِلّٰہِ ربِ العلمِین وصلی اللّٰہ علی خیرِ خلقِہ سیدِنا محمد و الِہ و صحبِہ اجمعِین . اللّٰھمَّ ارحمنا معھم بِرحمتِک یا ارحم الراحِمِین .

امر برقمہ محمد ابوعبدالرحمٰن الفقیر غلام دستگیر الہاشمی القصوری-کان اللہ لہ-

فی ایامِ التشرِیق من شہر جمادی اخری ۱۳۰۳ھ فی بلدۃ گوجران والا

نظم پنجابی

مصنفہ حافظ عبدالعلی صاحب نقش بندی ساکن گوجراں والا

حمد اِلٰہی دلوں زبانوں آکھاں سو سو واراں
لکھ صلوٰۃ سلام نبی تے جو سید ابراراں
آل اتے اصحاباں اوپر راضی ہووے سائیں
تے ولیاں اتے رحمت رب دی ہووے سنج صباحیں
اِس تھیں بعد ہن عرض کراں میں اونہاں موماں اگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں دکھ جنہاں نوں لگے
یا رسول اللہ دے آکھیاں جے کر مشرک ہووے
تد ہووے مشرک ٹلے نہ ہرگز پکا ہو کھلووے

جے مکے جاندیاں کنڈے چبھن چبھن دے نہ سنگے
رب دے راہوں پرتے ناہیں فضل الٰہی منگے

یا رسول اللہ دے آکھیاں دسو کی بریائی
ایہہ پر اک نکما جھگڑا کردے نے سودائی

سال بہ سالی دین اندر اک نوا فتور مچاون
مسلماناں نوں کافر مشرک بے وقوف بناون

غوثاں قطباں ولیاں تائیں وچ شامل کردے
اہل اللہ دی کرن بے ادبی غضبوں نہیں جے ڈردے

تے ہے حدیث رسول اللہ تھیں جو کوئی دوجے تائیں
کافر آکھے کافر ہووے جے اوہ کافر ناہیں

تے کویں روا نکاح جنازہ کھٹی اس دی ہووے
تے کویں نماز ہووے اس پچھے جے اوہ پیش کھلووے

تے مسلماناں دیاں قبراں اندر کیوں کر دفن کچیوے
تے کیوں کرورتیے نال اس دے اوہ تائب بجز نہ تھیوے

تے مشرک جیسا برا نہ کوئی ہر اک نالوں مندہ
مشرک نال جو کرے محبت اوہ بھی نہیں جے بندہ

صلوۃ سلام مخاطب کر کے کہنا حضرت تائیں
کجھ گناہ نہیں اِس اندر آکھو سنج صباحیں

بل کہ ہر اک مسجد اندر پنجے وقت پڑھیوے
بعد نماز پڑھو سب مومن رحمت نازل تھیوے

میں اِس کارن بحث کراں کجھ لوڑ نہیں ہن میری
اگے وچ کتاب اپنے دے کیتی بحث بہتیری

مولانا جو ہین قصوری خاص خدا دے پیارے
عابد زاہد عارف کامل عامل فاضل بھارے
لکھیا خوب جواب اونہاں نے اندر ایس رسالے
آپے پڑھ کے سمجھ لین گے جیہڑے اکھیاں والے
ایسے لوکاں کولوں بچنا چاہیے مومن تائیں
ایہہ رافضیاں دے چھوٹے بھائی صاحب سنت ناہیں
اوہ دشمن اصحاباں دے ایہہ دشمن ہیں فقیراں
تقلید اماموں بالکل منکر وگی مار شریراں
سن کے نام امام اعظم دا سڑ بل ہووے کولہ
دل تھیں دشمن اوس دلے دا بدعتیاں دا ٹولہ
ایس عقیدہ والہ ہرگز ولی نہ ہووے کوئی
وچ درگاہ الٰہی ملے نہ بدعتیاں نوں ڈھوئی
حنفی شافعی مالکی حنبلی گزرے ولی ہزاراں
تے کئی موجود اجے بھی ظاہر باطن باجھ شماراں
جا کے ویکھو حضرت صاحب حیدر شاہ پیارے
جلال پور کیکناں والے اندر جانن لوگ جو سارے
کامل اکمل عابد زاہد چشمہ فیض الٰہی
فیض اونہاں تھیں دوروں دوروں پائے آن لوکائی
اج کل چشتیاں وچوں ہیں اوہ پورے مرد حقانی
ہور نہ آوے نظر آسانوں کوئی اونہاں دا ثانی
فضل کمال اس شاہ صاحب تے اندر ایس زمانے
ہر ہر پاسے ہے مشہوری چنگا مندہ جانے

آوَ ہُن بھی سمجھ کھلوؤ ضِد تعصب چھڈو
سینے صاف بناؤ دل تھیں کل کدورت کڈھو

وچ اسلام نہ پاؤ فتنہ بن جاؤ مومن بھائی
یا رسول اللہ دے آکھیاں ہرگز نہیں برپائی

ولی اللہ دے درود مستغاث جو پڑھن پڑھاون
یا رسول اللہ ہے اوس وچہ کیوں نہ منع کراون

ایہہ خشک ملاں بے سمجھ تے انھے سوچن ویکھن ناہیں
تے وچ قرآن نہ کرن تدبر بھلے پھرن کو راہیں

اوہ کافر مشرک مسلماناں نوں کہندے سن علماواں
نیم ملاں ایمان دا خطرہ سچ کہیا داناواں

بس کر حافظ تازی تائیں کافی ہے اشارہ
تے کھوتہ باز نہ آوے بھاویں ماریا جائے نکارا

سمجھاں والے سمجھن گے بے سمجھاں سمجھ نہ آوے
الو باٹے سمجھن ناہیں لکھ کوئی سمجھاوے

اعلان: جو صاحب بیرون جات سے منگوانا چاہیں صرف اپنا پتہ اور دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک راقم کے پاس بھیج کر منگوا سکتے ہیں۔ راقم شیخ رحیم بخش گوڑ دواڑہ دوکان دار جُفت فروش بازار رسید نگری گوجراں والہ۔

(☆) علمائے کرام اہلِ سنت و جماعت نے ایسے اِعتقاد والوں کو رافضیوں کے چھوٹے بھائی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ رسالہ تحفۃ العرب والعجم مصنفہ جناب نواب قطب الدین صاحب مرحوم دہلوی میں بہ ثبت مواہیر علمائے کرام حرمین شریفین درج ہے۔